بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حبیب الرحمٰن اعظمی

اٹھ گیا ناوِک فگن، مارے گا دل پہ تیر کون

آہ کہ ۱۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸؍مارچ ۲۰۱۴ء یوم سہ شنبہ کو گیارہ بجے دن میں جماعتِ تبلیغی کے موجودہ اکابر میں صفِ اول کے داعی ومبلغ اور عالمی شہرت یافتہ عالمِ دین حضرت مولانا زبیرالحسن کاندھلوی کا ''رام منوہر لوہیا ہسپتال'' دلی میں (جہاں وہ زیرِعلاج تھے) انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالیٰ رَحْمَةَ عبادِهِ المحسنينَ المُخْلصين.

کسی بافیض وبابرکت ہستی کا اس دنیا سے کوچ کرجانا تاریخِ عالم کا کوئی نادر واقعہ نہیں ہے، ربِ کائنات کے وہ بے شمار منتخب وبرگزیدہ بندے جنھیں ہم عقیدت ومحبت اور عظمت واحترام کے جذبۂ بے پایاں سے ''علیه الصلاةُ والسلام، رضی الله عنه، قُدِّسَ سِرُّهٗ'' وغیرہ دعائیہ کلمات کے ساتھ یاد کیا کرتے ہیں، آخر ایک وقت اور ایک زمانہ میں یہ ساری بزرگ ہستیاں اسی دنیا میں تھیں، اور خالقِ ہر دوجہاں کے مقررہ قانون کے مطابق اپنی اپنی مدتِ حیات پوری کرکے عالمِ آخرت کو سدھار گئیں۔

پھر بھی دین کی غربت اور امت کی زبوں حالی کے دور میں اللہ تعالیٰ کے کسی صالح ومصلح بندے اور دین کے ممتاز خادم کا کارگاہِ حیات سے رخصت ہوجانا، بلاشبہ باعثِ افسوس وحسرت ہوتا ہے؛ بالخصوص جب صورتِ حال یہ ہے کہ جانے والے کے چلے جانے کے بعد اس کی جگہ پُر ہوتی ہوئی دیکھی نہیں جاتی اور یہ احساس قوی سے قوی تر ہوتا جارہا ہے کہ خدائے

عالم الغیب کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ”یَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشعير لا يُبَالِيهُم اللّٰه“ (رواہ البخاری) کی طرف دنیا دھیرے دھیرے قدم بڑھا رہی ہے۔

حضرت مولانا زبیرالحسن رحمہ اللہ اسی جماعتِ خیر وصلاح کی یادگار تھے، وہ ہمارے ملک کے ایک ایسے علمی و دینی خانوادہ کے رکن رکین تھے، جس کی علمی دینی اور دعوتی سرگرمیوں کا دائرۂ عمل ایشیا ہی نہیں؛ بلکہ پورا افریقہ، یورپ اور امریکہ کو محیط ہے، خود مولانا مرحوم نے اپنی زندگی اسلامی علوم کی تعلیم واشاعت اور دینی احکام کی تبلیغ ودعوت کے لیے وقف کر رکھی تھی، جس کے لیے وہ دنیا کے ہر خطے اور ہر گوشے میں پہنچے اور بندگانِ خدا کا ان کے خالق ومالک سے رابطہ استوار کرنے کی سعیِ مشکور کی۔

مولانا مرحوم کی شخصیت بڑی پرکشش تھی، وجاہت ونجابت ان کے چہرے بشرے سے اس طرح نمایاں تھی، جیسے چودھویں کے چاند سے لطیف وراحت خیز چاندنی! اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرافت کے ساتھ علم وعمل کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا تھا، جماعت کے مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دلی کے شیخ الحدیث، جماعتِ تبلیغی کی امارتی شوریٰ کے رکنِ رکین بھی تھے، ریحانۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدّس سرُّہ کی جانب سے شرفِ خلافت سے بھی ہم کنار تھے اور دنیا میں پھیلے ہوئے لاکھوں نیازمندوں کی محبت وعقیدت کے ایسے محور ومرکز تھے کہ پروانہ کی طرح ان پر نچھاور ہونے کے لیے ہمہ وقت آمادہ رہتے تھے، دل ودماغ میں احساسِ بڑائی پیدا کرنے والے ان سارے اسباب کے مجمع البحار اور سنگم ہونے کے باوجود تواضع وانکساری کے مکمل پیکر تھے، مسکنت اور خاکساری ان کی ادا، ادا سے جھلکتی تھی، وہ اپنے متعلقین اور عقیدت مندوں ہی سے نہیں؛ بلکہ اجنبی اور بیگانوں سے بھی محبت ویگانگت کے ساتھ پیش آتے تھے، مسلمانوں ہی سے نہیں؛ بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی کا ایسا والہانہ معاملہ کرتے تھے کہ وہ ان کا ہمیشہ کے لیے گرویدہ ہوجاتا تھا، غرضیکہ ان کی مجلسِ ملاقات سے جو بھی اٹھتا اس کی زبانِ حال پر یہی ہوتا تھا۔

بہت لگتا ہے جی صحبت میں ان کی
وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں

بندہ چونکہ طبعی طور پر سفر سے گریز کرتا ہے، اس دلی سے قریب رہتے ہوئے بھی وہاں جانے کی نوبت کم ہی آتی ہے، بس جمعیۃ علماء ہند کی مجلسِ عاملہ میں شرکت کے لیے سال میں دو چار مرتبہ جانا ہوتا ہے، اور یہ سفر بھی بالعموم جمعیۃ دفتر تک ہی محدود رہتا ہے، کہیں اور جانے کا اتفاق نہیں ہوتا؛ اس لیے مولانا مرحوم سے ملنے کا موقع کم ہی میسر آیا، جہاں تک یاد آتا ہے، حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ کے دولت کدہ پر مختلف اوقات میں دو تین بار شرفِ نیاز حاصل ہوا اور بس، ان نادر ملاقاتوں میں بھی وہ ایسے تپاک اور گرم جوشی سے ملے، گویا عرصہ کی شناسائی ہو، پھر مولانا کا یہ معاملہ کسی تکلف وتصنع پر مبنی نہیں ہوتا تھا؛ بلکہ دین کے ایک داعی ہونے کی حیثیت سے انھوں نے اپنی زندگی کو اسی سانچے میں ڈھال لیا تھا، اور یہی اسلامی فاضلانہ اخلاق ان کا مزاج اور طبیعت بن گئے تھے۔

مولانا مرحوم کا جسم بہت بڑھ گیا تھا اور اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے ہی سے نہیں؛ بلکہ روزمرہ کے بہت سارے امور کے انجام دینے سے معذور تھے، اس کے باوجود دین کی راہ میں طول طویل اسفار کی صعوبتوں کو پوری بشاشت سے برداشت کرتے تھے۔ امتِ مسلمہ کے بارے میں ان کی دردمندی ودلسوزی کا اندازہ اس وقت ہوتا تھا جب وہ ربِ کریم کے آگے دست بدعا ہوتے تھے، خود تڑپتے تھے اور دوسروں کو بھی تڑپاتے تھے، امت کی صلاح وفلاح کے لیے خود بھی روتے تھے، اوروں کو بھی رلاتے تھے، اس موقع پر ان کی محویت کا یہ عالم ہوتا کہ وقت دبے پاؤں دور بہت دور چلا جاتا اور انھیں ادنیٰ احساس تک نہ ہوتا، تقویٰ وطہارت اور اخلاص وللّٰہیت نے ان کی دعاؤں میں اس قدر اثر بھر دیا تھا کہ پتھر جیسے سخت دل بھی پسیجے بغیر نہیں رہتے تھے، کَثَّرَ اللّٰہُ تعالی امثالَھم۔

مختصر سوانح حیات:

جماعتِ تبلیغی کے امیر ثالث حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ، مولانا مرحوم کے والد بزرگوار اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہ آپ کے حقیقی نانا تھے۔

تاریخ پیدائش اور ابتدائی تعلیم وتربیت: ۱۰/جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۳۰/مارچ ۱۹۵۰ء کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بابرکت مکان میں ولادت ہوئی، عمر

کے پانچ سال پورے ہوجانے پر مورخہ ۵/ربیع الاوّل ۱۳۷۴ھ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ نے اپنی خانقاہ رائے پور میں آپ کی ''بسم اللہ'' کرائی، حفظِ قرآن مجید کے بعد فارسی وابتدائی عربی کی تعلیم ہدایۃ النحو، وکافیہ وغیرہ تک گھر میں پائی، بعدازاں شوال ۱۳۸۵ھ فروری ۱۹۶۶ء میں مظاہر علوم سہارنپور میں باضابطہ داخل ہوئے اورشرحِ جامی اورشرحِ وقایہ سے یہاں تحصیل کا آغاز کیا، پھر سال بہ سال آگے بڑھتے ہوئے شوال ۱۳۸۹ھ میں دورۂ حدیث کی جماعت میں داخل ہوئے اور صحاحِ ستہ کی تکمیل کرکے شعبان ۱۳۹۰ھ فاتحۂ فراغ پڑھی، صحیح بخاری، وصحیح مسلم کا درس مولانا محمد یونس جونپوری شیخ الحدیث مظاہر علوم کے یہاں تکمیل کو پہنچا، سنن ابوداؤد اورسنن نسائی مولانا محمد عاقل صاحب، ترمذی مولانا مفتی مظفرحسین صاحب اورطحاوی حضرت مولانا اسعداللہ صاحب ناظم مدرسہ سے پڑھیں۔

سلوک: تعلیم سے فارغ ہوجانے کے بعد اپنے نانا جان ریحانۃ العصر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت سلوک کی، اورانھیں کی زیرہدایت ذکروشغل میں مصروف ہوئے اورتقریباً آٹھ برس مشغولِ ریاضت رہ کر ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ فروری ۱۹۷۸ء یومِ جمعہ کو اجازت وخلافت سے ہم کنار ہوئے، یہ اجازت وخلافت حضرت شیخ قدس سرہ نے انھیں مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں عطا فرمائی تھی، بعدمیں والدِ ماجد حضرت مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ کی طرف سے بھی انھیں خلافت واجازت حاصل تھی، تعلیم وتربیت کے بعد تبلیغی مرکز نظام الدین میں رہ کر تعلیم وتدریس اوردعوت وتبلیغ کے لیے اپنی زندگی وقف کردی، تقریباً بیس سال سے زیادہ بخاری شریف کا درس دیا، اورملک وبیرونِ ملک کے سیکڑوں تبلیغی اسفار کیے، مرحوم ادھر چندسالوں سے گردہ کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے تھے اوریہی بیماری بظاہر موت کا سبب بنی، بلاریب مولانا ''کل نفس ذائقة الموت'' کے کلی ضابطہ کے تحت موت کی آغوش میں پہنچ گئے؛ مگراس سچائی میں بھی کوئی شک وترددنہیں ہے کہ

ہرگز نمیرد آں کی دلش زندہ شد بہ عشق